وصالِ احمدی

وصالِ احمدیؒ

یعنی

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے آخری ایامؒ

از

مولانا بدر الدین سرہندی علیہ الرحمہ

مع اُردو ترجمہ

شائع کردہ

ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان

(ضیاء برقی پریس ۲/۷ [illegible] کراچی)

مقدمہ

حضرت امام ربّانی مجدّدِ الف ثانی قدّس سرّہٗ کی حیاتِ طیّبہ کے آخری ایّام سے متعلق اُن کے خلیفۂ برحق حضرت مولانا شیخ محمد بدرالدین (ابنِ شیخ ابراہیم) سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبِ حضرات القدس وغیرہ) نے ایک مختصر فارسی رسالہ موسومہ "وِصالِ احمدیؒ" مرتّب فرمایا تھا۔ اس میں چشم دید حالات اور واقعات درج ہیں جو تاریخی اعتبار سے بھی بہت اہم ہیں۔

حضرت شاہ احمد سعید دہلوی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت ولی النبی مجدّدی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اُن کے خلیفہ مولانا محمد اعزاز الدین احمدؒ ابن مولوی محمد ظہور الدین احمد المعروف ظہورِ عالم صدیقی مجدّدیؒ رام پوری نے یہ رسالہ ۱۳۱۶ھ میں اُردو ترجمے کے ساتھ مطبع مطلع العلوم مراد آباد سے شائع کیا تھا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ متن کے ساتھ اس بلند پایہ بزرگ کا

ترجمہ بھی من و عن محفوظ کرلیا جائے۔ چنانچہ اس "مجمع البحرین" کی اشاعت
سعادت حاصل کی جارہی ہے۔ اللہ پاک اسے منظور و قبول فرما کر قارئین
مستفید ہونے کا موقع بخشے۔ اور راقم الحروف کے لیے سعادتِ اُخروی
ذریعہ بنادے۔ آمین !

احقر۔ غلام مصطفیٰ خان۔
۱۵ر شعبان ۱۳۸۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحمدُ لِلّٰہِ الّذِی جَعَلَ الموتَ جسراً یُوصِلُ الحبیبُ اِلَی الحَبیبِ وَاَظْہرَ فِی اِرتحالِ اَولیآئِہ کُلَّ اَمرٍ عجیبٍ وّغریبٍ وَاَبرزَ بوارقَ الخوارقِ فِی سمائِبَ اَیادِی الْاولیاءِ وَاَشرقَ شموسَ الْکراماتِ فِی مشارقِ اَیدِی الاحیاءِ۔ والصّلوٰۃُ والسّلامُ علیٰ مَن اَعجزَ الخلائقَ بالمعجزاتِ وَظَہرَ معجزاتُہ فِی الاولیاءِ بِصُوَرِ الکراماتِ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ واَتباعہٖ اجمعین۔

امّابعد۔ کم ترینِ خاکسارانِ آستانۂ اولیاؔ وکہترینِ نیازمندانِ ورثۂ انبیاء فقیر بدرالدین ابن شیخ ابراہیم النقشبندی الاحمدی مشتہر بالسہرندی موطناً می نماید کہ بعضے اعزہ اصحابِ الیشان ازین حقیر درخواست کردند کہ کلمۂ چند دربیان بعضے خوارق وکراماتِ حضرت قطب الاقطاب و غوث الاوتاد، اعلم الزمان واکمل الوقت مجدّد الملّۃ محدّث الامّۃ شیخنا و امامنا شیخ الاسلام والمسلمین الشیخ احمد الفاروقی قدسنا اللہ سبحانہٗ بسرّہ الاقدس کہ قبیلِ وصال میش از ارتحال از قبیل بارتحال خود تعیینِ سال دایّام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمیع حمد و ثنا اُس ذاتِ پاک کو زیبا ہے جس نے موت کو پل گردانا، اس لیے کہ دوست دوست کی طرف پہنچ جائے اور اپنے دوستوں کے کوچ فرمانے میں بہت سے عجیب غریب امور کو ہویدا فرمایا اور دوستوں کے ہاتوں کے بادلوں سے ہزار بجلیاں کرامت کی چمکا دیں اور اُن کے ہاتھوں کے مشرق سے صدہا آفتاب کرامت کے دکھا دیے۔ اور درود و سلام اُس فخرِ انام پر ہو کہ جس نے معجزات سے خلائق کو عاجز بنایا۔ اور اولیاے کرام میں اپنے اعجاز کو بصورتِ کرامت ظاہر فرمایا۔ اور ان کی اولاد و اصحاب اور جملہ متبعین پر درود و سلام ہو۔

اس کے بعد فقیر حقیر خاکسار آستانۂ اولیاے کرام اور کمترین و نیازمند ورثۂ انبیائے عظام شیخ بدرالدین پسر شیخ ابراہیم نقشبندی احمدی کا باشندہ سہرند کا ظاہر کرتا ہے کہ بعض اصحاب حضرت قدس سرہٗ نے اس حقیر سے درخواست کی کہ چند کلمہ بیان میں بعض خوارق اور کرامتیں حضرت قطب الاقطاب اور غوث الاوتاد اعلم الزمان اکمل الوقت مجدد الملۃ محدث الامۃ شیخنا و امامنا شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شیخ احمد فاروقی قدسنا اللہ سبحانہ بسرہ الاقدس کے جو کہ رحلت فرمانے سے پہلے یا بعد کو ظہور میں آئے ہیں اور جو کہ آنحضرت

انتقالِ خود و ما یقار نہ' از آن حضرت بظہور رسیدہ اند در قید تحریر آرد و کراماتے کہ بعدِ وصال ایشان تظاہر گشتہ بنویسد۔ اجابۃً للمسئول سعادت خود دریں معنی دانستہ اقدام نمود۔ و ہر چہ در وقتِ تحریر بیاد آمد در قید کتابت آورد۔ و این رسالہ را وصالِ احمدی نام نہاد و باللہ العصمۃ والتوفیق۔

بدانند کہ حضرتِ ایشان قدس سرہٗ الاقدس در ماہِ شعبان سنہ یکہزار سی و سوم خلوت گزیدند۔ و انزوا اختیار نمودند۔ و موضعے جدا از حویلی متعین کردند و بغیر از نمازِ جمعہ از انجا بیروں نمی آمدند۔ و وقت صلوٰۃ خمس در خلوت خانہ ادا می کردند کہ چند کس معدود از یاران بجہتِ جماعت درون می رفتند و بعد از اتمام نماز بسرعت رجوع می کردند تا نفس آخر الّا ماشاء اللہ سبحانہ' مواظبت بر خلوت بودہ اند و دوام انزوا داشتند و از خلق بکلّی بریدہ بودند و از صحبت بتمامی قطع کردہ۔

حضرت مخدوم زادگی عارفِ ربّانی صاحب اسرار السبحانی شیخ محمّد سعید و شیخ محمد معصوم سلمہما ربہما نقل کردند کہ عصمت پناہ حضرت والدہ می فرمایند کہ شب برات بود و حضرتِ ایشان در خلوت خانہ احیا لیل میکردند ناگاہ بعد دو پاس شب اندرون آمدند و من بر سر مصلّٰے نشستہ بودم و تسبیح می خواندم و از ایشان پرسیدم کہ شما نمازِ تہجد گذاردہ اید۔ فرمودند ہنوز نہ گذاردہ ام۔ چون ملالتے در خود یافتم بخاطر رسید کہ یکے دراز بکشم بعد ازان بہ تہجد برخیزم۔ لحظہ خواب کردند بعد ازان برخاستند و آب وضو

قدس سرہ نے از روے پیشین گوئی کے اپنے انتقال کے سال اور ایام سے خبر دی ہے وہ احاطۂ تحریر میں لا۔ لہذا ان کے سوال کی اجابت کو اپنی سعادت مندی جان کر اس معنی پر پیش قدمی کی۔ اور جو کچھ وقت تحریر کے یاد آیا قلم کے حوالہ کیا اور اس رسالہ کا وصال احمدی نام رکھا۔ اور اب اللہ تعالےٰ سے عصمت اور توفیق کا طالب ہوں۔

معلوم ہو کہ حضرت قدس سرہ الاقدس ماہ شعبان سنہ ایک ہزار تینتیس ہجری نبوی میں گوشہ نشین اور خلوت گزین ہوئے اور ایک خاص جگہ اپنے مکان میں مقرر فرمائی کہ بجز ادا کرنے نماز جمعہ کے اُس جگہ سے باہر تشریف فرمانہیں ہوتے تھے بلکہ نماز پنجگانہ بھی اسی خلوت خانہ میں مع چند یاران طریقت کے ادا فرماتے تھے۔ اور وہ لوگ بقدر تمام ہونے نماز کے باہر چلے آتے تھے۔ الغرض دم واپسیں تک یہی گوشہ نشینی اور خلوت گزینی اور خلق سے انقطاع کلی اور صحبت سے دوری رہی۔

میرے مخدوم زادہ عارف ربّانی صاحب اسرار سبحانی حضرات شیخ محمد سعید و شیخ محمد معصوم سلمہا ربہما حضرت عصمت پناہ اپنی والدہ ماجدہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتی تھیں کہ شب برات کو حضرت قدس سرہٗ خلوت خانہ میں شب بیداری فرمارہے تھے کہ یکایک دو پہر رات گزری ہو گی کہ اندر مکان کے تشریف لائے اور میں مصلّے پر بیٹھی ہوئی تسبیح پڑھ رہی تھی دریافت کیا میں نے کہ آپ نے نماز تہجد ادا کرلی۔ فرمایا ابھی نہیں۔ چونکہ میں اپنے میں کسی قدر سستی پاتا ہوں اس لیے دل میرا چاہتا ہے کہ تھوڑے آرام کر کے واسطے تہجد کے اٹھوں۔ بعد اس کے ایک لحظہ خواب استراحت فرما کر اٹھے

طلبیدند وضوئی ساختند کہ از زبانِ من برآمد کہ امشب خدا داند تا نام کرا از ورقِ ہستی محو کردہ باشند و نام کرا ثابت داشتہ ۔ فرمودند کہ تو بنابر شک و تردد می گوئی ۔ چہ باشد حال کسے کہ می بیند و می داند کہ نام او را از صحیفۂ وجود محو کردہ اند ۔ و اشارہ بخود نمودند ۔ و نیز ہر دو مخدوم زادہ سلمہا ربہما از عصمت پناہ نقل کردند کہ من از حضرتِ ایشان قدس سرہ الاقدس پرسیدم کہ شما این ہمہ انقطاع و انزوا از خلق و این ہمہ بے تعلقی و بے رغبتی با عیال و اطفال چرا اختیار کردہ اید ۔ فرمودند کہ حقیقت آن است کہ من درین نزدیکی خواہم مرد و ایام وفاتِ من بسیار قریب است ۔ و کسے کہ چنین احساس نماید او را می باید کہ خود را بزودی بر عبادت اندازد و از تسبیح و استغفار و درود و تلاوت و ذکر یک لحظہ غافل نباشد و از غیرِ حق بکلی قطع کند نہ آنکہ بہ غفلت بگذارد ۔ شما ہم مرا بخدا بگذارید ۔

و نیز ہر دو مخدوم زادہ از عصمت پناہ نقل کردند کہ قبلِ مرض از حضرتِ ایشان قدس سرہٗ پرسیدم کہ آثارِ یاس از حیوٰۃ و سرانجامِ ارتحال در شما ہویدا و اشتیاقِ رفیقِ اعلیٰ پیدا است ۔ پس این ہمہ تصدق و خیرات کہ دافع بلیات است برائے چیست ۔ در جواب این مصرعِ ہندی خواندند ۔ مصرع ۔

آج ملا و اکنت سیوں سکھی سب جگ دیئوں وار

الحق حضرت ایشان درین مدت انفاق بیش از بیش می کردند و صنوفِ خیرات سرًّا و علانیۃً لیلاً و نہاراً بجا می آوردند ۔

و نیز ہر دو مخدوم زادہ از عصمت پناہ نقل کردند کہ روزے در ایوانے کہ می گذرانند تکیہ زدہ بودند ۔ فرمودند کہ درین نیر ما درین خانہ خوابہٗ خواہم کرد

اور پانی طلب کر کے وضو کیا میری زبان سے نکلا۔ خدا جانے آج کی رات کس کا نام ورقِ ہستی سے مٹایا گیا ہوگا۔ اور کس کا لکھا گیا ہوگا۔ ارشاد ہوا کہ تم از روئے شک و تردد کے کہتی ہو۔ کیا حال ہوگا اس شخص کا جو جانتا اور دیکھتا ہے کہ نام اس کا مٹا دیا گیا۔ اس میں اشارہ اپنی جانب تھا۔ اور یہی دونوں مخدوم زادہ سلمہما ربہما حضرت عصمت پناہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت قدس سرہ الاقدس سے دریافت کیا کہ آپ نے اس قدر اہل وعیال سے بے رغبتی اور خلق سے بے تعلقی کس لیے اختیار فرمائی ہے ارشاد ہوا کہ زمانہ میرے انتقال کا بہت ہی نزدیک اور نہایت ہی قریب ہے۔ پس جس آدمی کو ایسا معلوم ہو اُس کو زیبا اور لائق ہے کہ اپنے کو بزور عبادت میں مشغول کرے اور تسبیح و استغفار اور درود و تلاوتِ قرآن مجید اور ذکر وغیرہ سے ایک دم غافل نہ ہو اور غیرِ حق سے بالکل علیحدگی اختیار کرے۔ تم سب بھی مجھ کو خدا پر چھوڑ دو۔

اور یہی دونوں مخدوم زادہ عصمت پناہ سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے پہلے بیماری کے حضرت قدس سرہ الاقدس سے دریافت کیا کہ آپ میں نشانی ناامیدی کی زندگی سے اور سامان کوچ کا ظاہر ہے اور شوق ملاقاتِ رفیقِ اعلیٰ باہر۔ پس اس قدر خیرات کہ دافع بلا ہے کس لیے کرتے ہیں۔ جس کے جواب میں یہ مصرع ہندی پڑھا۔ مصرع

مل جائے وہ یار تو کر دوں جان ومال نثار

الغرض حضرت قدس سرہٗ نے اس مدت میں ظاہر و پوشیدہ دن اور رات بہت کچھ خیرات ومبرات کی۔ اور یہی دونوں مخدوم زادہ حضرت عصمت پناہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک روز آنحضرت قدس سرہٗ اس مکان میں کہ جس میں بود وباش آپ کا تھا تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ اب کے موسمی جاڑے میں اس مکان میں نہیں ہونگا۔

عرض کردند کہ مگر درحانہ کہ برائے خلوت راست کردہ اید آنجا خواب می کنید۔ فرمودند آنجا نیز نہ۔ گفتند کہ پس کجا خواب خواہید کرد۔ فرمودند از این جاہا ہیچ جانہ۔ بہ بینید تا خود بہ خود چہ ظاہر شود۔ اتفاقاً در آمدِ سرما از عالم رفتند۔

ونیز ہر دو مخدوم زادہ نقل کردند کہ در سنہ یک ہزار و لبست و چہارم کہ عمر ایشان دران سنہ پنجاہ وسہ سال بود۔ می فرمودند کہ عمر خود را از شصت سال متجاوز نمی بینم۔ و آن قضائے مبرم مشہود می شود۔ و در سنہ یک ہزار وسی و دوم از اجمیر بہ مخدوم زادہا قلمی فرمودند کہ در عوض اجازت نامۂ دنیا اجازت نامۂ آخرت دادند۔ و ایام عمر نزدیک ست۔ و وصایا یک بیک قلمی فرمودند۔ اگر ذوقِ تفصیلِ این سخن باشد بہ مکتوباتِ آنحضرت قدس سرہٗ رجوع نمایند۔

و وقتے مخدوم زادہا بہ ملازمت آن حضرت قدس سرہٗ بہ اجمیر رسیدند بہ ایشان خلوت کردند و فرمودند کہ مرا با جہان و جہانیان ارتباطے نہ ماندہ است۔ مرا می باید گذاشت۔ ایشان بسیار اضطراب کردند۔ فرمودند کہ سنت اللہ از قدیم شدہ آمدہ است۔ اضطراب نباید کرد۔

و در سنہ یک ہزار وسی و سوم پیش از ارتحال خود بہ شش ماہ کتابتے بہ مقرب الحضرت خاقانیہ صادق خان بہ تقریب سفارش حاجت مندی نگارش فرمودہ بودند۔ فقیر دران وقت پیشِ آن حضرت قدس سرہٗ ایستادہ بود و مگس می راند و ایشان می نوشتند و فقیر مطالعہ می کرد۔ نوشتہ بودند کہ

لوگوں نے عرض کیا شاید اس مکان میں جو کہ خلوت کے واسطے درست فرمایا ہے قیام فرمائیں گے۔ ارشاد ہوا اُس جگہ بھی نہیں۔ پھر خدام نے دوبارہ عرض کی کہ پھر کہاں رونق افروز ہوجیے گا ارشاد کیا ان مکانوں میں سے کسی میں نہیں دیکھو خود بخود کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اتفاقاً موسم سرما آنے تک اس عالم فانی سے بعالم جاودانی رحلت فرما ہوئے۔

اور بھی مخدوم زادہ نقل کرتے ہیں کہ سنہ ایک ہزار چوبیس ہجری میں، اُس وقت عمر آپ کی ترسٹھ سال تھی۔ فرمایا کہ ساٹھ سال سے زیادہ اپنی عمر کو نہیں دیکھتا ہوں میں۔ اور یہ بات قصیدۂ میرم سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور سنہ ایک ہزار بتیس ہجری میں اجمیر شریف سے دونوں مخدوم زادوں کو تحریر فرمایا کہ زمانہ تمامی عمر میری کا نزدیک ہے۔ اس لیے کہ اجازت نامۂ دنیا کے عوض آخرت کا اجازت نامہ مرحمت ہوا۔ اور وصیت بھی یکایک ارقام فرمائی۔ (اگر اس کی تفصیل مطلوب ہو تو آں حضرت کے مکتوبات شریف میں مطالعہ فرمائیں۔)

جس وقت کہ دونوں مخدوم زادے اجمیر شریف میں آں حضرت قدس سرہ الاقدس کی ملازمت میں حاضر ہوئے آپ نے تنہائی فرما کر ارشاد کیا کہ مجھ کو جہاں اور جہانیوں سے کچھ بھی تعلق نہیں رہا۔ اب مجھ کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ یہ سن کر صاحبزادوں کو سخت پریشانی ہوئی۔ فرمایا کہ طریقہ اللہ تعالےٰ کا ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اس کی وجہ سے پریشان نہ ہونا چاہیئے۔

اور سنہ ایک ہزار تینتیس ۱۰۳۳ ہجری میں۔ یعنی رحلت فرمانے سے چھ مہینے پیشتر ایک حاجتمند کی سفارش میں ایک خط مقرب حضرت خاقانیہ صادق خاں کو تحریر فرما رہے تھے۔ اس وقت یہ فقیر بھی آں حضرت قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اور مگس رانی کر رہا تھا آں حضرت قدس سرہٗ لکھ رہے تھے اور یہ فقیر دیکھتا جاتا تھا۔ آپ نے لکھا تھا کہ

معلوم شریف شده باشد که بادشاہ فقیر را رخصتِ مطلق فرمودند از آں وقت خلوت وانزوا اختیار کردہ است و لعنایۃ اللہ سبحانہٗ اوقات بہ جمعیت می گذراند۔ چون درین شہر ہر سال وبا می افتد معلوم نمی شود کہ درین سال حیوٰۃ وفا کند۔ امید کہ خوشنود باشند۔

چون خلوتِ ایشان شش ہفت ماہ کم وبیش کشید ایشان را عارضۂ ضیق النفس کہ ہر سال مرضِ معتادِ ایشان بود پیدا شد وتپ ہم ہمراہ۔ وگمانِ من آن روز ہفدہم ذی الحجہ بود۔ وآن مرض از سالہاے دیگر در کمال غلبہ و ازدیاد بود۔ ومخلصان را از حصول صحت یاسے شدہ۔

روزے بہ عارفِ ربّانی مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ فرمودند کہ امشب حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ را در واقعہ دیدم و در بابِ من انواع عنایات واشفاق می فرمایند۔ وزبانِ مبارکِ خود در دہان من انداختہ فرمودند کہ مردم در معنیٔ شعر ؎

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ۔ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

وقول قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ حیران اند۔ حل آن بنویسید وترا ازین ضعف صحت است۔ ودران ضعف شوقِ لقائے حق بر ایشان بسیار غالب آمدہ بود۔ واز کمالِ شوق گریہ بر ایشان متوالی شدہ۔ وہمیشہ بہ کلمۂ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی رطب اللسان می بودند۔ ومی فرمودند کہ اگر طبیب بگوید کہ مرض تو علاج پذیر نیست صدرو پیہ شکر اللہ تعالےٰ انفاق کنم۔ بعدہٗ عارفِ ربّانی مخدوم زادگی حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ اللہ ربہٗ عرض کردند کہ

معلوم شریعت ہووے کہ جب سے بادشاہ نے فقیر کو رخصت مطلق فرمایا ہے، اسی وقت سے تنہائی اختیار کی ہے بعنایتہ اللہ سبحانہ' اوقات جمعیت سے گذرتے ہیں۔ کیونکہ اس شہر میں ہر سال وبا ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس سال میں زندگی وفا نہ کرے۔ باقی خوش رہو۔

جبکہ زمانہ تنہائی کا چھ سات مہینے کو پہنچا عارضہ ضیق النفس کا جو کہ ہر سال آں حضرت قدس سرہٗ الاقدس کو ہوا کرتا تھا مع بخار کے لاحق ہوا۔ میرے خیال میں وہ دن سترھویں ذی الحجہ کا تھا۔ شدائد امراض کے بہ نسبت گزشتہ سالوں کے زیادہ تر تھے۔ مخلصوں کو صحت سے مایوسی ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک روز عارفِ ربانی میرے مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ سے فرمایا کہ آج کی رات حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ نہایت مہربانی اور عنایت میرے حال پر فرماتے ہیں اور اپنی زبانِ مبارک کو میرے منہ میں ڈال کر فرماتے ہیں کہ میرے اس شعر سے

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا ‌ ‌ ‌ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبٗ

اور اس قول میں قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ آدمی حیران ہیں حل اس کا لکھو اس ضعف سے تم کو صحت حاصل ہو گی۔ چونکہ اس ضعف میں شوق ملاقات حق کا آنحضرت پر بہت غالب تھا بسبب کمال شوق کے گریہ وزاری طاری ہوا۔ حتیٰ کہ اس کلمہ کے ساتھ دم بدم رطب اللسان تھے اَللّٰهُمَّ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔ اور فرماتے تھے کہ اگر کوئی طبیب کہے کہ تمہاری بیماری کا علاج نہیں ہے تو سو روپیہ راہِ خدا میں دوں۔ بعد اس کے عارفِ ربانی میرے مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ اللہ ربہٗ نے عرض کیا کہ

حضرت سلامت چرا بر ما این ہمہ بے شفقتی و نامہربانی می فرمایند۔ فرمودند کہ خدا عزوجل از شما احب است۔ انشاء اللہ تعالےٰ شفقت و اعانت بعد رحلت زیادہ از حالِ حیات کردہ خواہد شد کہ اینجا علائق لبشری در بعضے اوقات مانع اعانت و توجہ است و بعد موت تجرد و فراغ است۔

و نیز از آن حضرت مخدومزادہ منقول است کہ ضعفِ ایشان بہ شب ہا شدت می پیوست و اکثر شب بے آرام و بے قراری ساخت و چون روز می شد تخفیفے دران ضعف می رفت حسرت و افسوس بر فقدانِ شدائد و محنِ پیشینہ کہ ایشان را عینِ راحات و لذات بود می کردند و می فرمودند نسبتے کہ در ہجوم آلام رُو می آرد و حلاوتے کہ در عینِ حرارت دہد معاملۂ عافیت بہ آن نسبت ندارد کہ آن بس عالی است۔

درین و لا بحکمِ بشارت غوث الاعظم قدس سرہٗ فرصتے و تخفیفے دران ضعف رفت۔ و اطبا و دوستان را بنویدِ صحتِ ایشان مسرور ساختند۔ آن حضرت محزون گشتند۔ و فرمودند سبحان اللہ تعالیٰ آن معاملات کہ در عینِ یاس و نا اُمیدی و دردمندی مشاہدہ می کردم درین وقت و جہ صحت ہمہ مستور گشت۔ امّا چون حضرتِ ایشان را ہمیشہ بموجب کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِی شَاْنٍ آناً فاناً معاملات جُدا و نسبتہا تازہ رُو می داد و بہ مقتضاے ہر مقام محکوم حکمے می شدند۔ فقدان ہیچ چیز در حق ایشان باعثِ غرامت نبود کہ خلیل را باخلیل نار و بستان یکسان است۔

و بتاریخ دوازدہم محرم سنہ یک ہزار سی و چہارم گفتہ بودند کہ مرا

حضرت سلامت اس قدر نامہربانی اور بے شفقتی ہم پر کیوں ہے۔ ارشاد ہوا کہ اللہ تعالیٰ تم سے زیادہ تر دوست ہے انشاء اللہ بعد رحلت کرنے کے حالتِ حیات کی نسبت زیادہ تر مہربانی اور اعانت کی جاوے گی اس لیے کہ تعلق بشری بعض وقتوں میں اعانت اور توجہ کے مانع ہے! اور بعد انتقال کے چونکہ فراغت اور تجرد ہے کوئی مانع نہیں۔ اور بھی میرے مخدوم زادہ سے منقول ہے کہ حضرت قدس سرہٗ کو رات میں زیادہ تر ضعف ہوتا تھا یہاں تک کہ بیقرار کر دیتا تھا اور دن میں کم۔ رات کی سختی کے کم ہو جانے سے حسرت و افسوس کرتے تھے۔ اس واسطے کہ وہ تکلیف دینے والے آرامی آپ کے لیے عین راحت و لذت تھی اور فرماتے تھے کہ جو لطف اور حلاوت سختی کی حالت میں حاصل ہوتی ہے وہ راحت و عافیت میں ہرگز نہیں ملتی۔ کیونکہ وہ بہت بلند مرتبہ ہے۔

حاصل کلام یہ کہ بموجب بشارت دینے حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ کے حضرت کو صحت حاصل ہوئی اور ضعف جاتا رہا۔ طبیبوں نے دوستوں کو خبر خوشی کی سنائی۔ آنحضرت قدس سرہٗ نے فرمایا سبحان اللہ جو معاملات کہ حالتِ مایوسی اور دردمندی میں حاصل تھے وہ سب صحت کے سبب سے پوشیدہ ہو گئے۔ چونکہ آن حضرت قدس سرہٗ ہمیشہ بموجب كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ آناً فاناً معاملات جداگانہ اور کیفیاتِ روزانہ ترقی پر تھیں اور تازہ نسبتیں ظاہر ہوتی تھیں اور ہر مقام کے موافق حکم ملتا تھا۔ اس واسطے کسی چیز کا جانا آپ کے حق میں موجب نقصان کا نہ تھا کہ دوست کو دوست کے ساتھ آگ اور باغ برابر ہے۔ اور میرے مخدوم زادہ فرماتے ہیں کہ......

...... بارھویں تاریخ محرم ۱۰۳۴ھ ایک ہزار چونتیس میں مجھ سے فرمایا کہ

فرمودند که میانِ چہل و پنجاہ روز مقبرۂ تو خواہد شد۔ و مستمعان را گمان آن شدہ بود کہ سبب وصالِ ایشان ہمین ضعف باشد۔ چون ضعف مذکور رو بصحت آورد بجدّے کہ برائے نماز بہ مسجد می آمدند۔ غالبًا یک ہفتہ بہ مسجد نماز گذاردہ باشند۔ و بنوعے عافیت نصیبِ شان گشت کہ مستمعان را ازان واقعہ کہ فرمودہ بودند کہ درمیانِ چہل و پنجاہ روز مرا باید گذشت ذہولے طاری شد و آن مشہود را بر واقعہ حمل نمودند۔ و تاویلات و تعبیرات کردہ تسلیِ خاطرِ خود می کردند۔ اما آن حضرت از روزِ حصولِ آن خطاب تعداد ایّام می کردند و منتظرِ نویدِ وصال می بودند۔
چنانچہ در شبِ پنجشنبہ بست و دوم صفر در محضرِ اصحاب فرمودند کہ امروز ازان معائنہ چہلم روز ہست تا درین دہ روز چہ شود۔

مخدوم زادگی حضرت شیخ محمد معصوم سلمہٗ ربہٗ نقل کردند کہ درین ایّام صحت فرمودند کہ ہر کمالے کہ حصولِ آن در حق بشر متصور ہست و ممکن الحصول بہ طفیلِ آن سرور علیہ و علیٰ آلہ الصَّلٰوۃ والسلام مرا نصیبے ازان حاصل گشت۔ مخدوم زادگی می فرمودند کہ ازین سخن خاطرِ من بسیار پریشان شد کہ این سخن بہ آیۂ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا می ماند مگر ایشان را از عالم خواہد برد۔ ازین خطرہ بسیار وحشت و تفرقہ کشیدم۔ در روز پنجشنبہ بست و سوم صفر وقتِ عصر قبا ہا بہ صوفیان قسمت می کردند۔ و دران وقت فرجی[۱] تنہا پوشیدہ بودند و در تہِ قبائے فرجی قبائے دیگر برسبیلِ معتاد نہ بود۔

[۱] فرجی قسمے از قبا

چالیس اور پچاس دن کے درمیان میں تمھارا مقبرہ ہوگا۔ سننے والوں کو گمان ہوا کہ شاید اسی ضعف میں آپ کا وصال ہوگا۔ کیونکہ ضعف رو بصحت آیا یہاں تک کہ آپ واسطے نماز کے مسجد میں جاتے اور نماز باجماعت ادا فرماتے اس میں ایک ہفتہ گزر گیا اور آپ کو ایسی عافیت نصیب ہوئی کہ لوگوں کے خیال سے آپ کا وہ فرمانا کہ چالیس اور پچاس روز کے درمیان گزر جاؤں گا جاتا رہا۔ اور اس مشہود کو واقعہ اور خواب پر محمول کرنے لگے۔ اور تاویلات و تعبیرات سے اپنے دلوں کو اطمینان اور تسلی دینے لگے۔ لیکن آنحضرت قدس سرہ الاقدس اس خطاب کے ملنے کے بعد سے دن گنتے اور وصال کے منتظر تھے چنانچہ جمعرات کی رات بائیسویں صفر کو خدام سے فرمایا کہ آج کا دن اس معاملہ کا چالیسواں دن ہے دیکھیے اس دس دن میں کیا ہوتا ہے۔

اور بھی مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد معصوم سلمہٗ ربہٗ نقل کرتے ہیں کہ انھیں ایام صحت میں آنحضرت نے فرمایا۔ جو کمال کہ انسان کے واسطے مخصوص اور ممکن الحصول ہے بہ طفیل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مجھ کو اس سے حصہ حاصل ہوا۔ مخدوم زادہ میرے فرماتے ہیں کہ اس بات کے سننے سے میرا دل سخت پریشان ہوا۔ اور سمجھا میں کہ بمقتضائے آیہ کریمہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا شاید اس عالم سے کوچ فرمائیں گے بلکہ اس خطرہ سے بہت کچھ صدمہ اور پریشانی کھینچی میں نے۔ یہاں تک کہ جمعرات کے دن تیئسویں تاریخ صفر کو وقت عصر کے قبائیں صوفیوں کو تقسیم فرماتے تھے اس وقت آپ فقط فرجی پہنے ہوئے تھے جیسے کہ آنحضرت حسب عادت نیچے قبا کے فرجی پہنتے تھے اس وقت نہ تھی۔

سردی دریافت وتپ گرفت و باز صاحبِ فراش شدند۔

وعارفِ ربانی مخدوم زادگی حضرت شیخ محمد معصوم سلمہٗ ربہٗ نقل کردند که آنحضرت درین شب وقت تہجد برخاستند و وضو ساختند و نماز تہجد ایستادہ گذاشتند۔ و فرمودند که این آخرین تہجد ماست۔ بخاطرِ فقیر می آمد که بعد از بیماری صحت یافتہ باز بیمار شدن و از عالم رفتن گویا درین معنی نیز اتباعِ آن سرورِ کائنات علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نصیبِ الیشان شد۔ زیرا که آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام نیز از مرض صحت یافتہ بودند۔ بفاصلۂ قلیلہ باز بیمار شدہ اند۔ و دران بیماری از عالم رفتہ۔

وعارفِ ربانی مخدوم زادگی شیخ محمد سعید و شیخ محمد معصوم سلمہما ربہما نقل کردند که درین ضعف بہ حافظ عبدالرشید فرمودند که دو روپیہ را انگشت بہ جہتِ منقل بیار۔ بعد ازان فرمودند که یک روپیہ را بیارند که واعظے در دل می گوید که فرصت کجاست که انگشت دو روپیہ سوختہ شود۔ شیخ حبیب خادم عرض کرد که حضرت سلامت چون ایام سرماست بکار خواہد آمد۔ فرمودند که ملاّ حبیب طولِ امل دارد وقت کجاست۔ اما چنین کنند چون انگشت آورند انگشت یک روپیہ برائے خود جدا کردند و فرمودند که این قدر برائے ما کفایت خواہد کرد۔ باقی بہ اندرون دادند۔ و آن انگشت که برائے خود جدا کردہ بودند در ساعتِ وصالِ الیشان بہ اتمام رسید۔ و دیگر انگشت نماند۔ و درین مرض افاضۂ علوم و معارف برآنحضرت زیادہ تر از حالِ صحت بودہ۔ و بمخدوم زادہائے عالی مرتبت در حضرۂ ظہور می آوردند

سردی کی وجہ سے بخار آگیا۔ اور آپ لیٹ گئے۔

میرے مخدوم زادہ عارفِ ربانی حضرت شیخ محمد معصوم سلمہٗ ربہ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت اس رات وقت تہجد کے اُٹھے اور وضو کر کے نمازِ تہجد کھڑے ہو کر پڑھی اور فرمایا کہ یہ آخری تہجد ہماری ہے۔ بفور سننے اس بات کے میرے دل میں آیا کہ بیماری سے صحت پا کر پھر بیمار ہونا اور اس عالم سے رحلت فرمانا گویا اس معنی میں بھی پیروی جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ وہ بھی آنحضرت قدس سرہٗ کو نصیب ہوئی۔ چونکہ جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح بیماری سے صحت پا کر چند روز بعد پھر بیمار ہو کر اس عالم سے رحلت فرما ہوئے۔

میرے مخدوم زادہ عارفِ ربانی حضرت خواجہ شیخ محمد سعید اور خواجہ شیخ محمد معصوم سلمہما ربہما نقل کرتے ہیں کہ اسی حالتِ ضعف میں حافظ عبدالرشید سے فرمایا کہ دو روپیہ کے کوئلہ واسطے انگیٹھی کے لاؤ۔ بعد اس کے ارشاد ہوا کہ ایک ہی روپیہ کے لاؤ۔ اس واسطے کہ کوئی واعظ دل میں کہتا ہے کہ اس قدر فرصت کہاں ہے جو دو روپیہ کے کوئلہ جلاویں۔ شیخ حبیب خادم نے عرض کی حضرت سلامت زمانہ سردی کا ہے کام آئیں گے۔ اس پر فرمایا کہ ملا حبیب اس قدر درازی وقت اور زندگی کی امید کہاں۔ مگر ایسا ہی کر دیکہ سب کوئلے آگئے اُن میں سے ایک روپیہ کے جدا کیے اور فرمایا اس قدر ہمارے واسطے کافی ہیں۔ اور باقی ایک روپیہ کے زنان خانہ میں بھجوا دیے۔ اپنے واسطے جو ایک روپیہ کے جدا کیے تھے وہ آپ کے وصال کے وقت تک ختم ہو گئے اُن میں سے کچھ باقی نہ رہے۔ اس حالتِ مرض میں صحت کی حالت سے زیادہ تر علوم اور معارف آنحضرت پر ظاہر ہوئے کہ ان کو دونوں مخدوم زادہ عالی مرتبت اپنے پر ظاہر و ہویدا کیا۔

روزے بیانِ معارف وحقائق می کردند وبسیار سرگرم بودند۔ چون
بہ مقتضاے ضعف این ہم طاقتِ تکلم نہ بود حضرت مخدوم زادگی حضرت
شیخ محمد سعید سلمہ ربہٗ عرض کردند کہ حضرت سلامت ضعفِ شما تحمل این ہمہ
کلام نمی کند معارف را تا وقت صحت موقوف کنید۔ فرمودند کہ وقت کجا
است وفرصت کرا۔ شاید کہ وقتے دیگر زبان یاری نہ کند۔ وحضرت ایشان
درین ضعف ہمہ نمازہا را بے جماعت نہ گذاردند الّا ماشاء اللہ تعالیٰ۔ و
قومہ وجلسۂ نماز ترک نہ فرمودند۔ وادعیہ واوراد بہ سبیلِ معتاد می خواندند
وہیچ دقیقہ از دقائقِ شریعت وہیچ ادب از آدابِ اعمال فروگذاشت
نہ کردند وسرِ مو در رعایتِ جزئیات دقیقۂ ملّتِ بیضاء از حالِ صحت
تفادت نبودہ۔

ودر آخر شب سہ شنبہ کہ روزِ وصالِ ایشان بود فرمودند اَصُبْحٌ یا
لَیلٌ اشتیاق بہ وصالِ حق جل وعُلیٰ بہ این عبارت گفتند واشارت بہ
تعیینِ روزِ وصال کردند۔ وبخدمۂ حضور کہ بیمارداریِ ایشان می کردند
دران شب فرمودند کہ شما بسیار محنت کشیدید۔ ہمیں محنتِ امشب ہست
وآخرہا ضعف استغراق وفرو رفتگی بر ایشان غالب شدہ بود۔

دران وقت عارفِ ربّانی مخدوم زادگی حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ
عرض کردند کہ حضرت سلامت این غیبتِ شما از استغراق ہست یا از خواب
فرمودند کہ از استغراق ہست۔ بعضے معاملات وحقائق درمیان ہست۔ توجّہ
می کنم تا کماہو مکشوف شود وبہ اتمام رسد۔ وآن معاملات را بہ ایشان

ایک روز معارف وحقائق کے بیان میں ایسے سرگرم تھے کہ ضعف اور ناتوانی کے سبب سے طاقت گویائی کی نہ رہی تھی۔ مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ نے عرض کی کہ حضرت سلامت ضعف آپ کو بہت ہو گیا ہے اس قدر کلام کی طاقت نہیں ہے بیانِ معارف کو صحت کے وقت تک موقوف کیجیے۔ ارشاد ہوا کہ آیندہ وقت کہاں ہے اور فرصت کس کو ہے۔ شاید دوسرے وقت زبان یاری نہ کرے۔ باوجود اس ضعف اور ناتوانی کے کوئی نماز آنحضرت قدس سرہٗ نے بدون جماعت کے نہ پڑھی الا ماشاء اللہ۔ جیسا کہ چاہیے قومہ اور جلسہ ادا فرماتے تھے بلکہ جو دعا اور وظیفہ مقرر تھا سب ادا فرماتے تھے اور کوئی دقیقہ دقائق شریعت سے اور کوئی ادب آداب اعمال سے ترک نہ فرمایا۔ اصلا بیر مو حالتِ صحت سے کسی جزئیاتِ شریعت میں کسی طرح کا فرق نہ ہوا۔

آخر رات منگل میں کہ دن وصال آنحضرت قدس سرہٗ کا تھا فرمایا اَصْبَحْ یَا لَیْلُ یعنی صبح ہو اے رات۔ اشتیاق وصال حق جل وعلیٰ میں ساتھ اس عبارت کے گویا ہوئے۔ اور دن وصال کا مقرر فرمایا۔ جو خدام بیمارداری اور خدمت گزاری کے واسطے حضور میں حاضر تھے اُن سے اس رات میں فرمایا کہ تم نے بہت محنت اُٹھائی۔ اب یہی رات محنت کی ہے۔ اس کے بعد بہ سبب ضعف کے استغراق اور بیہوشی آپ پر طاری ہوئی۔

اُس وقت عارف ربانی میرے مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ نے عرض کی کہ حضرت سلامت یہ غیبت آپ کو استغراق سے ہے یا خواب سے ارشاد ہوا کہ استغراق سے ہے۔ بعض معاملات وحقائق درپیش ہیں اس لیے توجہ کرتا ہوں کہ (پوری طرح) ظاہر ہو جائیں اور اختتام کو پہنچیں۔ اور ان معاملات کو اُن سے بھی

بیان فرمودند۔ و آن معارف از غوامض اسرار بوده۔ و اکثر اوقات
درین مرض وصایا می فرمودند و تحریض بر متابعت سنت سنیہ و التزام
ملت رضیہ می کردند و می فرمودند کہ شریعت را بدندان خود خواہید گرفت۔ و
نیز فرمودند کہ اَلنَّصِیْحَۃُ ھِیَ الدِّیْنُ۔ صاحب شریعت ہیچ دقیقہ را از دقائق
نصح فرو نہ گذاشتہ۔

و نیز فرمودند کہ تجہیز و تکفین من مراعات اتباع نبوی علٰی مَصْدَرِھَا
الصَّلوٰۃُ وَ السَّلَامُ رعایت حدود شرعیہ بجا خواہید آورد۔ و قبل ازین
بہ عصمت پناہ فرمودہ بودند کہ چنان معلوم شدہ کہ ارتحال من پیش از تو خواہد
شد باید کہ از مبالغ مہر کفن من بسازی۔

و نیز وصیت فرمودند کہ قبر مرا در جاے گمنام خواہید ساخت۔ مخدوم
زادگی حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ عرض کردند کہ حضرت سلامت قبل ازین
شما فرمودہ بودند کہ قبر من در گنبد فرزندی محمد صادق خواہد شد۔ و آن
موضع را تعیین فرمودہ بودند۔ و شرافت و برکت و نورانیت آنجا را بیان
نمودہ بودند۔ الحال چنین می فرمایند۔ فرمودند بلے گفتہ بودم۔ اما الحال شوق
من چنین است۔ و اگر چنین نہ کنند نزدیک والد بزرگوار نگہدارند۔ و اگر این
ہم نباشد در باغ نگہدارند۔ و قبر مرا خام گذارند و گچ نہ کنند۔ چون مخدوم
زادگی درین امور ایستادگی کردند۔ فرمودند کہ شما مختارید بصلاح شما گذاشتم
و قبیل وقت آخر کہ استنجا می کنم اگر طشت بیارند۔ اتفاقاً مولانا محمد ہاشم خادم
طشت معہود کہ ریگ در وے انداختہ بودند نیاورد و ظرف بے ریگ آورد

بیان فرمایا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے اسرار کی باریکیاں تھیں۔ اس بیماری میں اکثر اوقات وصیت بھی فرماتے تھے اور اتباعِ شریعت بلند اور التزام ملت پسند کی رغبت دلاتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ شریعت کو دانتوں سے پکڑو۔ اور یہ بھی اُس وقت ارشاد ہوا اَلنَّصِیْحَۃُ ھِیَ الدِّیْنُ (نصیحت دین ہے) صاحب شریعت نے باریکیوں میں سے کوئی باریکی نصیحت کی نہیں چھوڑی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین میں اتباعِ نبوی علیٰ مصدرِ ھا الصّلوٰۃُ وَالسّلام اور رعایت حدود شرع کی بجا لانا۔ اس سے پہلے حضرت عصمت پناہ سے فرمایا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں تم سے پہلے عنقریب رحلت کروں گا۔ اپنے مہر کے روپیہ سے میرا کفن تیار کرانا۔

اور یہ بھی وصیت فرمائی کہ گمنام جگہ میں میری قبر بنانا۔ اس پر میرے مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ نے عرض کی کہ حضرت سلامت آپ نے اس سے پہلے فرمایا تھا کہ ہماری قبر گنبد میں فرزند محمد صادق کے ہوگی اور جگہ قبر کی بھی آپ نے معین فرما دی تھی۔ اور شرافت و برکت و انوار اس جگہ کے بیان کیے تھے۔ اب آپ ایسا فرماتے ہیں۔ فرمایا ہاں میں نے کہا تھا لیکن اس وقت مجھے یہی شوق ہے اگر تم کو یہ منظور نہ ہو تو قریب مزار والد بزرگوار کے دفن کیجیو اور اگر یہ بات بھی منظور نہ ہو تو باغ میں دفن کیجیو۔ اور قبر میری کچی رکھنا۔ پختہ نہ بنانا جب کہ مخدوم زادہ نے بہت کچھ اصرار کیا تو فرمایا کہ تمہاری رائے پر چھوڑا میں نے جو مناسب ہو کیجیو۔ رحلت سے پہلے فرمایا کہ میں استنجا کروں گا اگر طشت لاؤ! اتفاقاً مولانا محمد قاسم آپ کے خادم طشت بغیر ریت کا لائے جس میں ریت تھا اس طشت کو نہ لائے۔

فرمودند کہ درین ظرف قطرات خواہند جست۔ ہماں طشت بیار۔ چون قرب وصالِ ایشان محظور، ہیچ کس نبود وے عرض کرد کہ می خواہم کہ قارورہ بہ حکیم بنمائیم۔ فرمودند کہ مرا بردارید کہ من بول نمی کنم۔ برداشتند و برفراش برنشاندند درین جا چند چیز بخاطر فاتر می رسد کہ چون ایشان با طہارتِ نماز فجر بودند، و معلومِ ایشان بود کہ وقتِ ارتحال نزدیک تر است نہ خواستند کہ بے طہارت وصال فرمایند کہ فضائل مقبوض شدن بہ طہارت بسیار آمدہ است آنکہ فرمودند کہ قطرات خواہند جست اشارہ بہ حدیث اِسْتَنْزِهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔ کردند و ایمار دقیق بر محفوظ گشتن خود ازان نمودند۔ دیگر آنکہ چون مذکور حکیم ظاہر شد ازان اعراض فرمودند بعدے کہ ترک بول کردند۔

و چون عارفِ ربانی حضرت محمد سعید سلمہٗ ربہٗ سرعتِ نفسِ ایشان مطالعہ نمودند بہ اضطراب عرض نمودند کہ حضرت سلامت طبیعتِ شما چون است۔ فرمودند کہ ما خوبیم۔ ایشان گفتند حضرتم کدام خوبیست کہ شمارا بہ این حال می بینیم۔ فرمودند کہ آن دو رکعت مارا کافی است۔ و مولانا محمد ہاشم خادم نقل کردہ کہ فرمودند دو رکعت نماز کہ کردیم کافی است ولفظ آن نہ فرمودند۔ این آخرین تکلم حضرت ایشان است۔ و بہ ثبوت رسیدہ کہ آخرین تکلم جمیع انبیاء در بارۂ نماز بودہ۔ ایشان گویا اتباع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات نمودند۔ بعد از لحظہ جانِ گرامی از جسدِ شریف آنحضرت مفارقت نمود۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۔

فرمایا کہ اس طشت میں قطرے اڑیں گے ریت والالاؤ۔ چونکہ کسی کو گمان آپکے قرب وصال کا نہ تھا. عرض کیا کہ قارورہ حکیم کو دکھائیں گے۔ فرمایا کہ مجھ کو اٹھاؤ اب میں پیشاب نہ کروں گا۔ پس لوگوں نے اٹھا کر بستر پر بٹھا دیا اس جگہ مؤلف کہتا ہے کہ اس وقت چند باتیں میرے خیال میں آئیں وہ یہ کہ آنحضرت نماز فجر سے باطہارت تھے۔ اور یہ آپ کو معلوم تھا کہ وقت رحلت کا بہت قریب ہے نہ چاہا آپ نے کہ بدون طہارت کے رحلت فرمائیں اس واسطے کہ طہارت کے ساتھ رحلت کرنے میں بہت سے فضائل ہیں۔ اور یہ جو فرمایا کہ چھینٹیں اڑیں گی یہ اشارہ حدیث شریف کی طرف تھا۔ وہ یہ ہے کہ بچو پیشاب کے قطروں سے اس واسطے کہ اکثر قبر کا عذاب اس کے سبب سے ہوتا ہے۔ دوسرے حکیم کا جو ذکر آیا اس سے اعراض فرمایا۔ یہاں تک کہ پیشاب کرنا ترک کیا۔

جبکہ عارف ربانی حضرت شیخ محمد سعید سلمہ ربہ نے آنحضرت کا سانس زیادہ چلتا ہوا پایا بے قرار ہو کر عرض کیا کہ حضرت سلامت آپکے مزاج کا حال کیسا ہے۔ فرمایا کہ میں بہت اچھا ہوں۔ انھوں نے عرض کیا کہ آپ کو اس حال میں دیکھتا ہوں کون سی خوبی ہے۔ فرمایا وہ دو رکعت نماز ہم کو کافی ہے۔ اور مولانا محمد ہاشم آپکے خادم نقل کرتے ہیں کہ فرمایا یہ دو رکعت نماز جو پڑھیں میں نے کافی ہیں بلفظ آن کا نہ فرمایا۔ یہ آخری گفتگو حضرت قدس سرہٗ کی تھی۔ اور یہ ثابت ہوا ہے کہ آخرین تکلم تمام انبیاء علیہم السلام کا نماز کی بابت ہوا ہے۔ گویا آنحضرت قدس سرہٗ نے بھی انبیائ علیہم السلام کا اتباع کیا۔ بعد ایک لحظہ کے جانِ گرامی آپکے جسم مبارک سے علیحدہ ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

واین قبض یدین از اعظم خوارق واعجب کرامات ست که از حضرتِ ایشان بظہور رسیده.
وچون جامها فرود آوردند وبرسریر مستلقی کردند دران حال که پائے مبارک ایشان
بجانبِ مغرب کرده بودند وسرِ مبارک بجانبِ مشرق که طریقِ مسنون ست۔ چنانکه در
روضۃ الاحباب وغیر آن از کتبِ فقه وسیر مبیّن ست دیدیم که تبسّم فرمودند تا بر
سریرِ غسل بودند تبسّم داشتند۔ تعجب حاضران زیاده ترشد۔ بعد ازان ایشان را
وضو دادند ودستهاے مبارکِ ایشان را باز دراز کردند دراز ساختند۔ و
وبربسیار مضطجع گردانیدند وغسل طرف یمین کردند۔ چون برجانبِ یمین مضطجع ساختند
باز دست راست بر دستِ چپ بستند۔ وچون اضطجاع جانبِ یمین بود بایستے
دستِ راست بر دستِ چپ نمی ایستاد ومی افتاد۔ اما چنان به اختیار وقوت
قبض کرده بودند که نه افتاد۔ حالانکه اعضاے شریفِ ایشان از موم هم
نرم تر بود۔

چون بعد غسل ایشان را به جهتِ تکفین برنعش آوردند ودستها دراز کردند
حضار می دیدند که دستهاے مبارک باهم می آمدند تا آنکه بربندِ دستِ چپ بدستِ
راست زیرِ ناف قبض کردند وخنصر را به ابهام حلقه دادند چنانکه در نماز مندوب
است. غوغا از حضار برخاست۔ عارفِ ربّانی مخدوم زادگی شیخ محمد سعید سلمہ
ربہٗ فرمودند که چون مرضیِ ایشان درین ست بگذارید۔ صَدَقَ رسولُ اللّٰہ صلّی
اللّٰہ علیہ وسلم کَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ. ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ
مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ؕ

وایشان را به سه جامه سفید تکفین نمودند۔ لفافه وقمیص وازار۔ دچاکِ قمیص

کہ یہ عجیب کرامت حضرت سے ظاہر ہوئی۔ اور جب لیا ہیں مبارک جسدِ مقدس سے اتارا اور تخت پر لٹایا تو بطریقِ مسنون پائے مبارک جانبِ مغرب اور فرقِ مقدس بہ طرف مشرق کر دیا تھا۔ جیسا کہ روضۃ الاحباب وغیرہ کتبِ فقہ اور سیر سے ظاہر ہے۔ دیکھا ہم نے کہ آپ مسکرا رہے ہیں اور غسل دینے کے وقت تک مسکراتے رہے۔ حاضرین کو اس بات سے اور زیادہ تعجب ہوا جس وقت آپ کو وضو کرا چکے دونوں ہاتھوں کو سیدھا پھیلا دیا اور اُلٹی کروٹ آپ کو دے کر سیدھی جانب نہلایا۔ اور جب سیدھی طرف کو لٹایا آپ نے سیدھے ہاتھ کو اُلٹے ہاتھ پر باندھ لیا۔ حالانکہ قاعدہ ہے جب سیدھی طرف لٹاتے ہیں سیدھا ہاتھ اُلٹے ہاتھ پر ہرگز نہیں ٹھہرتا ہے۔ مگر آپ نے گویا اپنے اختیار و قوت سے پکڑ لیا تھا کہ نہ گرا۔ حالانکہ اعضائے شریف آپ کے موم سے بھی زیادہ تر نرم تھے۔

جبکہ آنحضرت کے لاشۂ مبارک مقدس کو غسل دینے کے بعد واسطے کفن پہنانے کے لائے اور ہاتھوں کو پھیلایا حاضرین دیکھ رہے تھے کہ دستِ مبارک پھر باہم آ گئے۔ یہاں تک کہ اُلٹے ہاتھ کے پہنچے پر داہنے ہاتھ کو ناف کے نیچے باندھ لیا اور چھنگلیا کو انگوٹھے کے ساتھ حلقہ کیا جیسا کہ نماز میں مستحب ہے۔ حاضرین نے شور و غل مچایا۔ اس وقت میرے مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد سعید سلمہ ربہٗ نے فرمایا کہ مرضی حضرت کی یہی ہے اسی طرح چھوڑ دو۔ سچ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ یعنی جس طرح زندگی بسر کرتے ہیں اسی طرح مرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہے دیوے اور اللہ صاحب فضل بڑے کا ہے۔

اور آنحضرت قدس سرہٗ کو تین سفید کپڑوں کا کفن دیا۔ ایک لفافہ دوسرا قمیص تیسرا ازار

به احیا را العلوم رجوع نمایند۔ در حالِ حیوٰۃ ہم عملِ آنحضرت قدس سرہٗ الاقدس چنین بود کہ اموات را عمامہ نمی دادند و این را خلافِ سنت می دانستند و عملِ سنتِ سنیہ رابغایت راغب و مراعیب بودند۔ چنانچہ اظہرمن الشمس ہست۔

وحضرت مخدوم زادگی شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ امامت نمازِ جنازہ کردند۔ و بعدازنمازِ جنازہ برائے دعا توقف نہ نمودند کہ مقتضائے سنتِ سنیہ چنین است۔ و در فتاویٰ سراجی وغیرہ از کتبِ معتبرہ آوردہ کہ بعدازنمازِ جنازہ ایستادن و دعا خواندن مکروہ ہست۔ ہرچند عمل بعضے انام درین ایام برخواندن دعا بعدازنمازِ جنازہ واقع شدہ۔ اما چون مخالفِ سنتِ سنیہ و روایت ہست بنا برآن ترکِ آن کردند۔

و بعدازان ایشان را درہمان قبہ منورہ نگاہداشتند کہ قبل ازین لیسا لہا در صدرِ حیوٰۃ مخدوم زادہ کلان نورے ساطع درانجا مشاہدہ کردہ بودند و معلوم ساختہ کہ مرقدِ مطہرِ ایشان آن موضع باشد۔ واین سرّ را بہ صاحبِ مزار فرمودہ بودند۔ اتفاقاً صاحبِ سرّ مخدوم زادہ اعظم سبقت کردند و ایشان را بعد استخارہا درانجا نگاہداشتند۔ و فرمودہ بودند کہ محاذیِ قبر فرزندی مرا نگاہ خواہید داشت کہ آنجا روضۂ از ریاضِ جنّت می یابم۔ و درین حیا قبہ بنا کردند۔ چنانچہ تفصیلِ این معنی در مکتوبے از مکاتیب بہ تفصیل نوشتہ اند۔ و این اخبار و وقوع بر طبقِ آن از خوارق آنحضرت است قدس سرہٗ الاقدس۔ و قبرِ ایشان رالیقدر شبر بلند ساختہ مسنّم کردند۔

احیاء العلوم میں دیکھ لے۔ اور آنحضرت قدس سرہٗ الاقدس نے بھی اپنی حیات ظاہری میں کبھی کسی میت کو عمامہ نہیں بندھوایا۔ اس واسطے کہ اس فعل کو خلاف سنت جانتے تھے۔ اور آپ عمل سنت کے کرنے پر نہایت راغب تھے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔

اور میرے مخدوم زادہ شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ نے نماز جنازہ کی پڑھائی۔ اور بعد نماز جنازہ کے دعا کے واسطے توقف نہیں کیا۔ اس واسطے کہ سنت یہی ہے فتاوےٰ سراجی وغیرہ میں کتب معتبرہ سے نقل کی ہے کہ بعد نماز جنازہ کے کھڑے ہونا اور دعا پڑھنا مکروہ ہے۔ ہر چند کہ بعضے لوگ اس زمانہ میں بعد نماز جنازہ کے دعا پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ عمل خلاف سنت ہے۔ پس مناسب ہے کہ یہ نہ کرے اور موافق سنت کے کرے۔

بعد اس کے آنحضرت قدس سرہٗ کو قبۂ منورہ میں حضرت خواجہ محمد صادق کے رضی اللہ عنہ دفن کیا اس واسطے کہ آنحضرت قدس سرہٗ الاقدس نے خواجہ محمد صادق رضی اللہ عنہ کی حیات میں اس جگہ ایک نور دیکھا تھا اور معلوم ہو چکا تھا کہ مرقد مطہر آپ کا اس جگہ ہوگا۔ بلکہ اس راز کو خواجہ محمد صادق رضی سے ظاہر کر دیا تھا مگر اتفاق سے انھوں نے حضرت سے پہلے رحلت کی۔ لہٰذا استخارہ کے بعد مخدوم زادہ موصوف کو اس جگہ دفن کیا۔ چونکہ آنحضرت قدس سرہٗ نے فرمایا تھا کہ میری قبر مقابل میرے فرزند کی قبر کے کرنا اس واسطے کہ اس جگہ کو ایک روضہ ریاض جنت سے پاتا ہوں چنانچہ اس کی تفصیل مکتوبات شریف کے ایک مکتوب میں تحریر فرمائی۔ اور اس معاملہ کی اطلاع دینا اور اسی طرح معاملہ کا واقع ہونا آنحضرت قدس سرہٗ کی کراماتوں سے ہے۔ اور قبر آپ کی بقدر ایک بالشت بلند مثل کوہان شتر کے بنائی۔

در روزِ وصالِ ایشان اطرافِ آسمان بغایت سرخ شده بود۔ گفته اند
کہ سرخیِ آسمان گریۂ اوست۔ بر دوستانِ حق جل وعلیٰ کما فی الشرح الصدور
وَبَلَغَ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَبْکِیَانِ عَلَی الْمُؤْمِنِ وَفِیْہِ اَیْضًا وَبُکَاءُ السَّمَاءِ
حُمْرَۃُ اَطْرَافِہَا وَفِیْہِ اَیْضًا عَنْ سُفْیَانِ الثَّوْرِیِّ قَالَ کَانَ یُقَالُ ھٰذِہٖ
الْحُمْرَۃُ الَّتِیْ تَکُوْنُ فِی السَّمَاءِ بُکَاءُ السَّمَاءِ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔

وبعد از ارتحالِ ایشان بسہ چہار روز صلاح آثاری شیخ پیر محمد سلطانپوری
کہ از مریدانِ ایشان ہست نقل کردہ کہ شب متوجہ بودم کہ حضرتِ ایشان را
در واقعہ بہ بینم۔ اتفاقاً شب بسر شد۔ روز دیگر وقت پیشین در مسجدِ ایشان
بہ نماز آمدم۔ مؤذن اقامت گفت و مردم بجہتِ نماز ایستادہ شدند۔ و
عارفِ ربانی مخدوم زادگی حضرت شیخ محمد معصوم سلمہٗ ربہٗ امام بودند۔ و
در پسِ ایشان ایستادم بہ چشم سر دیدم کہ حضرتِ ایشان برابرِ من ایستادہ
از دست مرا گرفتند و بخود متصل ساختند تا فاصلہ درمیان نہ ماند و تا آخرِ
نمازِ ایشان را می دیدیم۔ فرجی شالی زرد پوشیدہ بودند و مسحے در پا داشتند۔
و من بتعمق در نظر کردم کہ مبادا از وہم باشد۔ دیدم کہ مشخص بے ریب و شک
ایشان اند۔ وقتے کہ سلام دادیم دیدیم کہ ہیچ کس نیست۔ چون شیخ پیر محمد
این سخن تمام کرد عارفِ ربانی مخدوم زادگی شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ فرمودند
کہ من ہم ازین قبیل چیزے دیدہ ام۔ امشب در حجرۂ جماعت خانہ بودم ناگاہ
سحرگاہ دیدم کہ حضرتِ ایشان از راہِ دُور در آمدند و بر سر عرشِ من نشستند
دم مرا در بر گرفتند ہیبتے بر من مستولی شد۔ فی الحال از نظرِ من غائب شدند۔

اور آپ کے وصال کے دن کنارے آسمان کے نہایت سرخ ہوئے تھے
کہتے ہیں کہ سرخ ہونا آسمان کا رونا اس کا ہے دوستان حق جل وعلا پر جیسا کہ
شرح الصدور میں ہے۔ یعنی پہنچی یہ بات ۔۔۔۔۔ کہ آسمان اور زمین دونوں روتے
ہیں واسطے ایمان دار کے۔ اور یہی اس شرح میں ہے کہ آسمان کا رونا کیا ہے اس کے
کناروں کا سرخ ہوتا ہے! اور اسی شرح میں حضرت سفیان ثوری سے منقول ہے کہ یہ سرخی آسمان کی

اور آپ کے رحلت فرمانے سے چار روز بعد شیخ پیر محمد سلطانپوری کہ وہ مرید آنحضرت
قدس سرہٗ کے ہیں نقل کرتے ہیں۔ رات کو منتظر تھا میں کہ آنحضرت قدس سرہٗ کو خواب میں
دیکھوں۔ اتفاقاً رات تمام ہوگئی۔ دوسرے روز ظہر کے وقت مسجد میں آنحضرت کی
واسطے نماز کے آیا میں۔ مؤذن نے تکبیر پڑھی اور آدمی واسطے نماز کے کھڑے ہوئے
اور عارف ربانی میرے مخدوم زادہ حضرت شیخ محمد معصوم سلمہٗ ربہٗ امام تھے۔
اور میں اُن کے پیچھے کھڑا ہوا۔ اس وقت میں نے انہی ان آنکھوں سے دیکھا کہ آنحضرت
قدس سرہٗ میرے برابر کھڑے ہیں۔ اور اپنے دست مبارک سے مجھ کو پکڑ کر اپنے قریب
کرلیا۔ تاکہ فاصلہ درمیان میں نہ رہے۔ آخر نماز تک آپ کو دیکھا میں نے اور آپ زرد
شالی فرجی پہنے ہوئے تھے۔ اور آپ کے پاپے مبارک میں موزے تھے اُس وقت میں نے
بغور دیکھا کہ شاید وہم وخیال ہو معلوم ہوا کہ بے ریب و شک آنحضرت قدس سرہٗ ہیں جب نماز
ختم ہوئی تو آپ کو نہ پایا۔ جب یہ بات شیخ پیر محمد نے بیان کی تو عارف ربانی میرے مخدوم
زادہ شیخ محمد سعید سلمہٗ ربہٗ نے فرمایا کہ میں نے بھی اسی طرح کا واقعہ دیکھا ہے۔ آج کی رات میں جماعت
خانہ کے حجرہ میں تھا۔ صبح کے وقت دیکھا میں نے کہ آنحضرت قدس سرہٗ راہ دور سے تشریف لاکر میرے
بستر پر رونق افروز ہوئے اور مجھ کو اپنے سینۂ مبارک سے لگایا۔ مجھ پر آپ کا رعب طاری ہوا کہ فوراً نظر سے

وشیخ عبد العلیم بن حقائق آگاه مرحومی شیخ احمد بیگی نقل کرده که فرزند حاجی
برکی در حضور حضرت مخدوم زاده آمده نقل کرد که پسرش بیمار بود۔ دران بیماری
از بعضی شدائد می ترسید گفتم که تو حضرت ایشان را دیده بودی صورت
مبارک ایشان هیچ بیاد تو مانده است۔ گفت حلیۂ مبارک و ریش شریف ایشان
در نظر من است۔ گفتم پس همین را در نظر دار تا وسواس برطرف شود و بہ طفیل
حفظ صورت ایشان حق عز اسمائه صحت بخشید۔ ناگاه غیبتش در ربود گفت
می بینم که حضرت ایشان حاضر اند و می فرمایند که بابا بخدا رسیدیم و در بهشت
در آمدیم۔ اول پای راست در بهشت در آوردیم۔ بعد ازان سر۔ و بعد از
آن پای چپ در آوردیم و قدم بخدا گرفتیم۔ گفتم که حضرت سلامت مرا نیز
بخدا برسان تا قدم او بگیرم۔ فرمودند که هنوز وقت تو دو وقت فرزندان
من نه رسیده است۔ چون از خواب در آمد صحت یافته بود و هیچ اثرے
از ضعف و وسواس نه مانده۔ و بعد از ده روز ازین واقعه خبر رسید
که حضرت ایشان از عالم رفتند۔ و عارف ربانی حضرت مخدوم زادگی شیخ محمد
معصوم سلمہ ربہ فرمودند که من حضرت ایشان را در واقعه دیدم پرسیدم که حضرت
سلامت از سوال منکر نکیر چون گذشت۔ فرمودند که حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ
بکمال رحمت بمن فرمودند که اگر تو اذنے کنی این دو فرشته در قبر تو بیایند و برقع
پای تو لحظه چسپند۔ عرض کردم که الٰهی این دو فرشته در حضرت تو باشند و از درش در
نیایند۔ ایزد متعال بنهایت رافت خود را شامل حال من کرد و ایشان را پیش من
نه فرستاد۔ پرسیدم که حضرت سلامت از ضغطہ قبر چه گذشت فرمودند که شد اما اقل قلیل

اور شیخ عبدالحلیم فرزند حقائق آگاہ شیخ احمد بدیری مرحوم کے نقل کرتے ہیں کہ فرزند عالی
بر کی نے حضور میں حضرات مخدوم زادوں کے نقل کی کہ لڑکا میرا بیمار تھا اور شدتِ بیماری
سے تڑپتا تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تو نے آنحضرت قدس سرہ کو دیکھا تھا اب وہ
صورتِ مبارک آپ کی کچھ یاد ہے۔ اُس نے کہا کہ حلیہ مبارک اور داڑھی شریف آپ کی
میری نظر میں ہے۔ پس کہا میں نے کہ اس کو نظر میں رکھ۔ یہاں تک کہ وہ آزار دور ہو اور
آپ کے طفیل سے حضرت حق سبحانہٗ عزاسمہٗ صحت بخشے گا۔ یکایک اس کو نیند آگئی اور کہا
دیکھتا ہوں میں کہ آنحضرت قدس سرہٗ موجود ہیں اور فرماتے ہیں کہ بابا خدا کے پاس پہنچا میں اور
بہشت میں آیا میں اول سیدھے پاؤں کو بہشت میں رکھا میں نے اس کے بعد سر کو اور بعد اس کے
اُلٹا پاؤں میں نے رکھا۔ حاصل یہ کہ بہشت میں آیا میں اور خدا کے قدم کو پکڑا میں نے۔ کہا میں نے
کہ حضرت سلامت مجھ کو بھی خدا تک پہنچائیے۔ تاکہ میں بھی خدا کے قدم کو پکڑوں۔ فرمایا ابھی تیرا اور میرے
فرزندوں کا وقت نہیں آیا ہے جبکہ میں خواب سے بیدار ہوا اپنے کو صحیح وسالم پایا اور کوئی اثر
وسواس کا مجھ میں نہ رہا۔ بعد دس روز کے یہ خبر پہنچی کہ حضرت قدس سرہ الاقدس اس عالم سے
رحلت فرما ہوئے۔ میرے مخدوم زادہ عارفِ ربانی حضرت شیخ محمد معصوم سلمہٗ ربہٗ نے
فرمایا کہ میں نے آن حضرت قدس سرہٗ الاقدس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا میں نے کہ حضرت
سلامت سوال منکر نکیر کا کیونکر گزرا۔ فرمایا کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھ سے یہ کمال
عنایت فرمایا کہ اگر تو اجازت دے تو یہ دو فرشتے تیری قبر میں آویں اور تیرے قدموں سے
لپٹیں یعنی قدمبوسی کریں۔ عرض کیا میں نے کہ الٰہی یہ دونوں تیرے ہی بارگاہِ قدس کے دروازہ
پر رہیں یہاں نہ آویں۔ اللہ تعالیٰ نے نہایت مہربانی میرے حال پر فرما کر ان فرشتوں کو میرے
پاس نہ بھیجا۔ اس کے بعد دریافت کیا میں نے حضرت سلامت قبر کی تنگی کی کیا حالت ہوئی فرمایا کہ

ویا محمد ہاشم خادم الیستادہ ست میگوید کہ ایشان را بر سبیل تواضع می فرمایند۔ الاضعف نہ شدہ است۔ و فقیر حقیر بدر الدین عفی عنہ بعد از ارتحال ایشان پنج ششش روز واقعہ دیدہ کہ گویا در راہے می گذرم و شیخ فرید فاروقی در خورد و از حضرت ایشان پرسیدم گفت کہ در خلوت خانہ نشستہ اند و بعرفان پناہ ارشاد دستگاہ مرزا حسام الدین احمد کتابت می نویسد۔ فقیر در رسید۔ دیدم کہ می نویسد۔ کتابت را مطالعہ کردم عنوان مکتوب این بود کہ ما خود نگاہبانی این جہانیم۔ ما از جہان گذشتیم و دران جہان نشستیم اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن بیشتر بیاد نماندہ۔ بعد ازان کہ کتابت را بیجید بربالاے نوشتند۔ این کتابت مرزا بمہر خاص ے عارف بانی مخدوم زادگی شیخ محمد سعید سلمہ ربہ نقل کردند کہ حضرت ایشان را در واقعہ دیدم کہ انعامات خداوندی جل شانہ بعد از ارتحال درباب ایشان بہ ظہور آمدہ بیان می فرمایند بتفضیل ایزدی شکر می کنند عرض کردم کہ حضرت سلامت شما را از نعماے خود نصیبے عطا کردہ اند۔ فرمودند بلے مرا از جماعت شاکران گردانیدند۔ عرض کردم کہ در قرآن مجید واقع شدہ است وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ از این کریمہ مستفاد می شود کہ آن جماعت یا پیغمبران اند۔ یا مثل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمودند آرے۔ اما بہ فضل و کرم خود مرا داخل آن جماعت کردند۔ و تاریخ وصال ایشان آنچہ بندہ یافتہ بود این ہست۔ کہ از لفظ "جاہ تربت پاک" ہویدا است این ہست۔

مسمے احمد مرسل سفر کرد
زہجر او فلک را سینہ شد چاک
بخاکِ تربتش چون در گذشتیم
نگہ کردیم جاہِ تربت پاک

تمت

محمد ہاشم آپ کے خادم کھڑے تھے انھوں نے کہا یہ قول آپ کا تواضع پر محمول ہے ورنہ حصلا تنگی
نہیں ہوئی۔ میں حقیر فقیر بدر الدین عفی عنہ مؤلف رسالہ لکھتا ہوں کہ پانچ چھ روز بعد رحلت
حضرت کے میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک راہ سے گزرتا ہوں شیخ فرید فاروقی راہ میں
ملے میں نے حضرت کو اُن سے دریافت کیا جواب دیا کہ خلوت خانہ میں تشریف رکھتے ہیں وہ عرفان
پناہ ارشاد دستگاہ مرزا احسام الدین احمد کو خط تحریر فرماتے ہیں فقیر بھی اندر پہنچا دیکھا کہ خود تحریر
فرماتے ہیں خط کو میں نے مطالعہ کیا خط کا عنوان یہ تھا کہ ہم خود نگہبان اس جہان کے ہیں ہم جہان
سے گزر گئے اور اُس جہان میں آگئے تحقیق ہم اللہ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف جانے والے ہیں۔ اس
کے آگے کا واقعہ یاد نہیں رہا۔ بعد کو خط کو پتہ کرکے اُس کے اوپر یہ عبارت لکھی یہ خط مرزا
کا بمہر خاص ہے۔ اور عارف ربانی میرے مخدوم زادہ شیخ محمد سعید سلمہ ربہ نقل کرتے ہیں
کہ آنحضرت قدس سرہ الاقدس کو میں نے خواب میں دیکھا کہ انعامات اللہ جل شانہ کے آپ پر جو بعد وصال کے
ہوئے ہیں اُن انعامات خداوندی کو آپ بیان فرماتے ہیں اور شکریہ کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ حضرت سلامت
خاص اپنی نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائے ہیں فرمایا ہاں مجھ کو شاکروں کے گروہ میں گردانا ہے
میں نے عرض کیا کہ قرآن شریف میں آیت وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ شان میں تمام پیغمبروں کی ہے
یا مثل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ فرمایا ہاں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو اس
جماعت میں داخل کیا۔ اور مؤلف رسالہ کہتا ہے کہ تاریخ وصال آنحضرت قدس سرہٗ کی جو
میرے خیال میں آئی ہے وہ یہ ہے یعنی "چاہِ تربت پاک" سے ظاہر ہے۔

مسیحائے احمدِ مرسل سفر کرد — ز ہجرِ او فلک را سینہ شد چاک
بخاکِ تربتش چوں در گذشتیم — نگہ کردیم "چاہِ تربتِ پاک"

۱۰۳۴

تمت

منقبت حضرت امام ربّانی قدس سرہٗ

تصنیف مؤلف

ایسا ہے مجدد کون ولی سلطانِ عالم سرہندی
ہے شان تمہاری ایسی سلطانِ عالم سرہندی

تم نائبِ احمد احمدؐ ہو تم پیارے احد کے بھید ہو
تم سا نہ ہوا ہے کوئی ولی سلطانِ عالم سرہندی

تعریف بھلا ہو آپ کی کیا حیراں یہاں ہے فکرِ رسا
کہتے ہیں سبھی فرشی عرشی سلطانِ عالم سرہندی

کیا رتبہ عالی ہو وے بیاں تجھ عاجز سے اے شاہِ شہاں
تم سارے جہاں کے ہو ہادی سلطانِ عالم سرہندی

از فرش زمیں تا عرش بریں کہتے ہیں تمہیں سب اہلِ یقیں
محبوبِ خدا محبوبِ نبی سلطانِ عالم سرہندی

اے ابرِ سخا اے بحرِ عطا اے مہرِ وفا اے شمعِ ہدیٰ
قرباں ہو تم پر جان مری سلطانِ عالم سرہندی

تم شاہِ ہدیٰ تم راہ نما تم نامِ خدا ہو نورِ خدا
تم یکتا ہو تم لاثانی سلطانِ عالم سرہندی

تم شاہِ شہاں تم فخرِ زماں تم جانِ جہاں تم عرش مکاں
فریاد تمہیں سے ہے میری سلطانِ عالم سرہندی

لاکھوں ہیں ستارے گم جیسے اے شمسِ ہدیٰ ضو میں تیری
فرماتے تھے تم سے مرشد بھی سلطانِ عالم سرہندی

اے مہرِ وفا شاہِ شہاں اے شمسِ ہدیٰ جانِ جہاں
سب میرے لطیفے ہو جاویں سلطانِ عالم سرہندی

میں در پہ تمہارے آیا ہوں اور چند مرادیں لایا ہوں
ہو جاویں یہ پوری میری سبھی سلطانِ عالم سرہندی

اس درگہِ عالی پہ شاہا گم کردہ رہوں میں آیا
اب کیجیے میری راہبری سلطانِ عالم سرہندی

اعزازِ حزیں کو اب شاہا دو خواب میں اپنا جلوہ دکھا
مدت سے تمنا ہے اس کی سلطانِ عالم سرہندی

———— ∴ ————